اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان میں ہم جنس پرستی کی شروعات......لمحہ فکریہ

ہم جنس پرستی ایک نہایت مکروہ اور قبیح عمل ہے۔ جس پر بات کرتے یا لکھتے ہوئے بھی حیا آتی ہے۔ ایک باشعور انسان اس کا تصور کرتے ہوئے بھی کراہت' نفرت اور ندامت محسوس کرتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان اس کی اجازت نہیں دیتے۔ خصوصاً اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کا درس دیا ہے اور جنسی تسکین کے لیے فطری طریقہ دیا ہے۔ ایک مسلمان کیونکر مکروہ عمل کا مرتکب ہوسکتا ہے۔

ایسا معاشرہ جہاں اکثر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہو اور وہ اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہوں۔ حلال و حرام کی تمیز کرسکتے ہوں۔ نیکی و بدی کا شعور ہو۔ جہاں رشتوں کا تقدس موجود ہو۔ خاندانی نظام پوری قوت کے ساتھ قائم ہو۔ شرم و حیاء کا تصور ہو۔ اس معاشرے میں ہم جنس پرستی جیسا گھناؤنا عمل باعث حیرت و تعجب ہے۔

اب حال ہی میں فیصل آباد سے تعلق رکھنے والی دو لڑکیوں نے آپس میں شادی کا اعلان کیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ معاملہ میڈیا سے ہوتا ہوا عدالت عالیہ تک پہنچ گیا۔ جس پر ہائیکورٹ کے فاضل جج جسٹس محمد شریف نے سخت نوٹس لیا اور اس شادی کو غیر قانونی اور غیر شرعی قرار دیا۔ غلط بیانی اور عدالت میں جھوٹ بولنے پر تین تین سال قید اور دس دس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی ہے اور ساتھ ہی ان ڈاکٹروں کے خلاف بھی دفعہ 336 کے تحت مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا ہے۔ جنھوں نے ایک لڑکی کا آپریشن کرکے اسے مرد بنانے کی کوشش کی۔ تفصیلات تمام قومی اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں۔

اب غور طلب پہلو یہ ہے کہ آخر وہ کون سی وجوہات ہیں جس بناء پر ان دو لڑکیوں نے یہ قدم اٹھایا؟ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ پاکستانی معاشرہ اس نجاست کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حالات میں سستی شہرت اور یورپی ممالک میں پناہ حاصل کرنے اور سکونت اختیار کرنے کا آسان ترین نسخہ یہی ہے۔ ایسا کام جو فطرت' تہذیب اور معاشرت کے خلاف ہو کر گزریئے اور ذرائع ابلاغ کی توجہ حاصل کرلیجیے اور اس کے ساتھ یہ تاثر بھی حاصل ہوجائے کہ اب یہاں زندگی کو خطرہ لاحق ہے اور اگر یہ معاملہ پولیس یا کچہری چلا گیا تو سونے پہ سہاگہ ہے۔ یورپی ممالک کے سفارت خانے از خود حرکت میں آجاتے ہیں اور ایسے بدکار لوگوں کو اپنی آغوش میں لے کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ نیز بعض NGO's بھی مدد فراہم کرتی ہیں۔ جن کے توسط سے یہ معاملہ جلد حل ہوجاتا ہے۔ یورپی ممالک کی پرتعیش زندگی کا خواب بھی اس کی اصل وجہ ہے۔ بعض ایسے کیس بھی سامنے آئے ہیں کہ والدین نے خود اپنی رضامندی سے بچی اور بچے کا نکاح کیا اور پھر ایسا ڈرامہ رچایا کہ خود ہی تھانے میں پرچہ کٹوایا' عدالتوں میں پیش ہوئے اور یہ

تاثر دیا کہ یہ "لو میرج" ہے اور میاں بیوی نے یورپی یونین کو درخواست دی کہ اب ان کی زندگی کو پاکستان میں شدید خطرہ ہے' لہٰذا کسی یورپی ملک میں پناہ دی جائے اور یہ دونوں میاں بیوی بخوشی عازم سفر ہوئے۔

موجودہ حکومت کی روشن خیالی کا ایسے لوگوں نے یہی مطلب نکالا ہے' یہی وجہ ہے کہ عدالت میں پیشی کے موقعہ پر وہ بار بار صدر پاکستان سے اپیل کرتی رہی ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں۔ چونکہ انھوں نے صدر مملکت کی روشن خیالی کو عملی شکل دی ہے۔ یہ واقعہ صدر صاحب کے لیے خاص طور پر قابل غور ہے کہ ایسے لوگ صدر مملکت کی روشن خیالی کا کیا مطلب لیتے ہیں۔ کیا صدر جنرل پرویز مشرف اس کی تصدیق یا تکذیب کرنا پسند فرمائیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تو کیا جانوروں کی اس فطری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے جوڑا بنایا ہے۔ تاکہ وہ اپنی جنسی تسکین حاصل کریں اور اپنی اپنی نسل کی بقاء کا ذریعہ بنیں۔ حیوانات کبھی بھی غیر فطری عمل نہیں کرتے۔ یہ کیسا انسان ہے......؟ کہ گندگی میں لتھڑ کر فخر محسوس کرتا ہے اور اسے وجہ تسکین سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فطری نظام کے خلاف سرکشی اور بغاوت کرتا ہے۔

بدقسمتی سے یورپ نئی ایجادات کرنے' انسان کے لیے آسائش اور راحتیں میسر کرنے' اعلیٰ تعلیم کا اہتمام کرنے' دنیا کو فتح اور فضا کو مسخر کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ مگر جنسی میدان میں ان کی بے بسی اور اخلاقی دیوالیہ پن بھی دیدنی ہے۔ عام بدکاری کے علاوہ ہم جنس پرستی پر قابو پانے کی بجائے انھیں تحفظ دینے کے لیے قانون سازی کرنا پڑی۔ چند آوارہ اور بدچلن لوگوں کے ہاتھوں پورا یورپی معاشرہ یرغمال بن کر رہ گیا۔ جس کی وجہ سے آج یورپ ایسے مسائل سے دوچار ہے' جن کے حل کے لیے انھیں کوئی طریقہ نہیں مل رہا اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہم جنس پرستی سے جہاں خطرناک بیماریوں نے جنم لیا' وہاں آبادی میں شدید بحران پیدا ہوا ہے۔ اب حال ہی میں فرانس کی حکومت نے ایک رپورٹ میں خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر آبادی کی شرح میں یہ رجحان رہا تو چند سالوں میں فرانس مسلم اکثریت کا ملک بن جائے گا۔ میڈیکل سائنس نے بھی ہم جنس پرستی کو خطرناک قرار دیا ہے اور یہ انسانی صحت کے لیے بھی انتہائی مضر ہے۔ طبی اعتبار سے یہ تباہ کن عمل ہے۔ لیکن شخصی آزادی اور بنیادی حقوق کی آڑ میں اسے درست قرار دینا عقلی پسماندگی ہے۔ جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

ان چند معروضات کے بعد ہم تمام سیاسی (خواہ ان کا تعلق دائیں یا بائیں بازو سے ہے) دینی علمی جماعتوں سے بالخصوص اور دیگر رفاہی اداروں اور NGO's سے بالعموم درخواست کریں گے کہ وہ اس مسئلے کی سنگینی کا مکمل ادراک کریں اور اس کے تباہ کن نتائج کو سامنے رکھیں اور اس کا احساس کریں۔

ابھی تو اس کی شروعات ہیں' اگر آج ہی اس مکروہ عمل کی حوصلہ شکنی کر دی گئی اور اس کے خلاف سخت ردعمل سامنے آیا اور اس عمل کے مرتکب لوگوں کو قرار واقعی سزا دے دی گئی اور انھیں نشان عبرت بنا دیا گیا تو ممکن ہے مستقبل میں کوئی جرأت نہ کر سکے گا۔ لیکن اگر یہ لوگ سزا سے بچ گئے' باعزت بری ہو گئے اور یورپی ممالک کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور وہاں سکونت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لیجیے کہ ان کی تقلید میں اور بھی لوگ اس گندگی میں قدم رکھیں گے اور یہ وبائی مرض کی طرح معاشرے کا ناسور بن جائیں گے اور اس کا راستہ روکنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔

ہم یہاں صدر مملکت سے بھی ملتمس ہیں کہ وہ اپنی روشن خیالی کا جائزہ لیں' کیا ان کی روشن خیالی کا یہی مقصد ہے؟ اگر ایسا

نہیں تو پھر اپنی پوزیشن واضح کرنے کے لیے اس واقعہ کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کریں اور اس میں ملوث خواتین پر لعنت ملامت کریں۔ قرار واقعی سزا دلوائیں تا کہ روشن خیالی کا غلط مفہوم دور ہو جائے۔ ورنہ لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ روشن خیالی کا مطلب منکرات' خلاف اسلام' خلاف فطرت کام ہیں۔ جس کی سرپرستی صدر مملکت فرما رہے ہیں۔

امید ہے صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ الزام اپنے سر نہیں لیں گے اور ایسے بدقماش لوگوں سے برأت کا اظہار فرمائیں گے۔

اساتذہ کرام کے جائز مطالبات

تدریس ایک مقدس پیشہ ہے۔ اس سے وابستہ افراد ہر معاشرے میں قدر کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اساتذہ' بچوں' نونہالوں اور جوانوں کی تربیت میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ جس قوم کے اساتذہ بیدار مغز اور محنتی ہوں وہ قوم ترقی کے زینے طے کرتی ہے۔

معاشرے میں آنے والی تبدیلیوں سے اساتذہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ خصوصاً کمر توڑ مہنگائی میں یہ طبقہ سب سے زیادہ پریشان ہوتا ہے۔ کم تنخواہوں پر گزارہ کر کے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہیں اور اپنے فرائض پوری محنت سے ادا کر رہے ہیں۔

گذشتہ بجٹ میں وزیراعظم پاکستان نے تمام اساتذہ کے تعلیمی معیار کے مطابق الاؤنس کا اعلان کیا تھا۔ باقی تمام صوبوں نے اس کے مطابق یہ الاؤنس ادا کر دیئے ہیں۔ جبکہ صوبہ پنجاب میں اب تک اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور طرح طرح کے بہانے تراشے جا رہے ہیں۔

پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ بھی اپنے معانی کھو چکا ہے اور حالات سے باخبر لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے.....؟ تعلیم کی زبوں حالی کا اندازہ سرکاری سکولوں کی عمارتوں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اب رہی سہی کسر اساتذہ کرام کے ساتھ ناروا اور امتیازی سلوک نے پوری کر دی ہے۔ اساتذہ نے اپنے جائز مطالبات کے حق میں مظاہرے کیے ہیں۔ تعلیم کا علامتی بائیکاٹ کیا اور اب پرائمری اور مڈل کے امتحانات نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور حکومت پنجاب سے بھرپور مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان کے جائز مطالبات تسلیم کر لیں تو وہ پوری تندہی اور لگن کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں گے۔

پرائمری اور مڈل کے طلبہ الگ پریشان ہیں۔ گرمی کی شدت میں بچے امتحانی مراکز میں پہنچتے ہیں۔ لیکن امتحانات نہ ہونے کی وجہ سے وہ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ جس سے بچوں کو ذہنی اذیت پہنچتی ہے۔ بعض جگہوں پر نامکمل امتحان لیے گئے اور سوالیہ پرچے قبل از وقت منظر عام پر آئے اور اخبارات کی زینت بن گئے۔ اس کے باوجود یہی پرچے طلبہ کو حل کرنے کے لیے دیئے گئے۔ پرائمری کے امتحانات اب مذاق بن چکے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق تمام بچوں کو بغیر امتحانات کے پاس کیا جا رہا ہے۔ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ صرف اساتذہ کے مطالبات کو نامنظور کرتے ہوئے بعض ناعاقبت اندیش لوگ تمام تعلیمی نظام کو برباد کر رہے ہیں اور پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ محض ایک خواب بن کر رہ گیا۔ اب جبکہ مڈل کے امتحانات سر پر